رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لیے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک کے سات روپیہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۲۵ - فروری سنہ ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | ۲۳ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۷ ہجری | نمبر ۶۵

مدینۃ المسیح

آج (۲۳ فروری) جس وقت میں یہ نوٹ لکھ رہا ہوں لاہور کے بریڈلا ہال میں خدا کے مسیح کے خلیفہ ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تقریر "اسلام اور تعلقات بین الاقوام" پر ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو اس جلسہ مبارکہ میں جمع ہوں۔ دارالامان سے بھی بہت سے احباب اس تقریر کے سننے کے لئے کل لاہور گئے ہیں اور اسی تقریب سے آج مدرسہ احمدیہ ہائی سکول میں بھی تعطیل ہے۔

۲۰ - فروری کے خطبہ میں جناب قاضی امیر حسین صاحب نے آیہ شریفہ لا تموتن الا وانتم مسلمون پر خطبہ پڑھا

حضرت خلیفۃ المسیح لاہور میں

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کو بوجہ بہت دیر تک متعدد اصحاب سے گفتگو کرنے کے کسی قدر حلق میں تکلیف ہو گئی۔ اس لئے حضور نے ۲۱- تاریخ جمعہ ہوسٹل میں خطبہ جمعہ مختصر فرمایا۔ اور نماز جمعہ کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے قریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے پبلک لیکچر کا خاص انتظام ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے اشتہار چسپاں کرنے کے لئے نہایت عمدہ چھپوائے گئے ہیں اور عام طور پر تقسیم کرنے کے لئے چھوٹے سائز کے تیار کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دعوتی خطوط بھیجے جا رہے ہیں۔ امید ہے خدا کے فضل سے شاندار جلسہ ہوگا۔ جس کی کارروائی قلمبند کر کے ناظرین تک پہنچائی جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کئی دن سے مجھے زکام کی سخت شکایت ہے۔ اور کسی قدر حرارت بھی ہو جاتی رہی ہے۔ اس کے علاوہ اشتہار کی لکھائی اور چھپوائی میں ناقابل بیان تکلیف ہوئی ہے۔ اور بہت سا وقت ضائع کرنا پڑا ہے۔

انشاء اللہ ۲۵- کو یہاں سے روانگی ہوگی۔ والسلام

خاکسار

غلام نبی - ۲۲ - فروری سنہ ۱۹۱۹ء

ولایت میں تبلیغ اسلام

جناب قاضی عبداللہ صاحب کا تازہ خط

مکرم مفتی صاحب بورن متھ خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔ ضروری سامان ان کو وہاں بھیجدیا ہے غالباً باقی ایام موسم سرما وہیں قیام رکھیں گے۔

لگاتار بارش اور سردی کی وجہ سے مجھے رات کو کھانسی کی شکایت پھر شروع ہونے لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔ کام بدستور جاری ہے گذشتہ اتوار کو لیکچر میں گیارہ شخص حاضر ہوئے موسم کے لحاظ سے یہ غنیمت ہے۔ ۵۰ منٹ میں نے مضمون "اسلام کا خدا" پر گفتگو کی۔ پھر سوالات و جوابات ہوئے۔ سب تسلی بخش۔ الحمد للہ آئندہ کا لیکچر ملتوی کرنا پڑا ہے ملاقاتیوں میں اس ہفتہ مسٹر جیمز سمتھ جو نوکسٹن میں ایک اسکول کے پرنسپل ہیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ چودھری صاحب ان کے مکان پر نوکسٹن میں لیکچر بھی کرتے رہے۔ کل دوپہر کو ان کو لنچ پر دعوت کی تھی سلسلہ کے متعلق بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اور مزید حالات دریافت کرتے رہے۔ چونکہ چودھری صاحب کے خوب واقف ہیں اور خط و کتابت کرتا رہا ہوں انھوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ ان کی بیوی بھی سلسلہ کے متعلق بعض حالات خود دریافت کرنا چاہتی ہے۔ کسی دن دونوں اکیلے آنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ چودھری صاحب کے آنے کی خبر دی بہت خوش ہوئے۔ امید ہے ان کے آنے پر حق قبول کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہتے ہیں کہ تین سال سے فوج میں ہونے کے سبب وہ کافی طور پر مطالعہ نہیں کر سکے۔ اب تین مہینے تک ان کو فراغت ہو جاویگی۔

چودھری صاحب کے آنے کی تجویز کی خبر سے خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ ان کو حفاظت سے خیریت سے پہنچادے۔ آمین

تین مہینے کے اندر اندر بڑے عظیم الشان تغیرات ہونے والے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہے کہ وہ وقت پر پہنچ جاویں۔ شروع ہی سے کام کو نئی سپرٹ کے ساتھ ہاتھ میں لے لیں۔

خط و کتابت کا موقعہ اس ہفتہ بہت نہیں ملا ایک لیڈی کا خط قابل ذکر ہے۔ وہ کتاب ٹیچنگ آف اسلام کا مطالعہ کر رہی ہیں۔ اور اس کے مضامین کے ساتھ کلی اتفاق ظاہر کرتی ہیں۔ کہتی ہیں۔ یہ واقعی معنی ہیں۔ مزید گفتگو کے واسطے مجھے اس ہفتہ اپنے ہاں چائے پر بلایا۔ مگر بوجہ ضروری مصروفیت کے نہیں جا سکا۔

اخبار احمدیہ

کٹک کے مقدمہ بے حرمتی لاش میں مجرموں کو سزا

برادر مولوی محمد محسن صاحب کٹکی لکھتے ہیں کہ کٹک کے خط سے معلوم ہوا کہ گیارہ غیر احمدی مجرم جنھوں نے لاش کی بے حرمتی کی تھی سزایاب ہوئے۔ مجسٹریٹ نے ہر شخص کو تین تین ماہ کی قید اور پچاس پچاس روپیہ جرمانہ کیا۔ امید ہے کہ انشاء اللہ ان ظالموں کو عبرت حاصل ہوگی۔ جو مذہبی مخالفت کے باعث اندھے ہو کر درندوں کے کام کرنے سے بھی نہیں رکتے۔ حالانکہ اگر اختلاف ہے تو زندوں سے ہے ان کو زبانی طے کرو۔ مردوں کی قبریں اکھاڑنے سے کیا حاصل۔

ایک احمدی کے عہدہ میں ترقی

جناب منشی تاج دین صاحب پلیڈر اکونٹنٹ لاہور کے صاحبزادے منظفر الدین صاحب ملٹری سپلائی میں چیف اکونٹنٹ کے عہدے پر ترقی پا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور دینی خدمات کی توفیق دے۔

ولادت

جناب شیخ آصف زماں صاحب بی۔ اے ملیگ۔ ڈپٹی کلکٹر سہارنپور کے ہاں ۱۳ جنوری کو لڑکی متولد ہوئی شیخ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بچی کا نام بوجہ اپنی احمدیت کے "احمدی خاتون" رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن پٹیالہ

اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کی سعیوں کو مبارک اور بارآور بنائے۔ کہ یہ اپنے فرائض مذہبی۔ او دینی ذمہ داریوں کو روز بروز محسوس کر رہے ہیں۔ پٹیالہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ احمدی طلباء مقیم پٹیالہ نے ایک انجمن مندرجہ بالا نام کی قائم کی ہے جس کی غرض یہ ہے۔ کہ احمدی نوجوانوں میں قوت تقریر پیدا کی جائے۔ چنانچہ اس انجمن کا پہلا اجلاس مسجد احمدیہ پٹیالہ میں ۱۴۔ فروری کو منعقد ہوا۔ اور میاں عبدالقدیر صاحب متعلم ایف اے کلاس (پسر حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر تقریر کی اور ان اعتراضات کے جوابات دیئے۔ جو حضور کی پاک زندگی پر یورپین مصنف کرتے ہیں۔

نماز جنازہ

جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار۔ شاہجہانپور سے ایک احمدی مخلص قدرت اللہ خانصاحب کے فوت ہونے کی اطلاع دیتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

حق الیقین

یہ وہ کتاب ہے۔ جس کے مؤلف مولانا حکیم محمد عبیداللہ صاحب بسمل قادیان ہیں۔ جناب موصوف نے اس کتاب میں آیت خاتم النبیین کے نقطہ نقطہ پر تحقیق کے دریا بہا دیئے ہیں۔ اور ایسی جامعیت اور وسعت کے ساتھ اس معرکۃ الآرا مسئلہ پر خامہ فرسائی کی ہے کہ کوئی پہلو تشنۂ تحقیق باقی نہیں چھوڑا قیمت ۸ مولانا موصوف کے پتہ سے مل سکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۵- فروری سنہ ۱۹۱۹ء

ہمارا سالانہ جلسہ آیت اللہ ہے

یاد رکھیئے کہ امسال جلسہ کی تاریخیں ۱۵-۱۶-۱۷ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء ہیں

دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کے آخری ہفتہ میں ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی میں متعدد "آل انڈیا" مجالس منعقد ہوئیں۔ اور اسی طرح انہی ایام میں اس طویل و عریض ملک کے بعض دیگر اور مشہور و معروف مقامات پر بھی مختلف عقائد کے لوگ مختلف مقاصد کے لئے جمع ہوئے اور پھر ان تمام مجالس میں۔ ان تمام لیگوں۔ اور کانفرنسوں اور انجمنوں میں۔ مرکزی مقامات کے باشندے ہی شامل نہیں تھے۔ بلکہ ملک کے ہر گوشہ سے مسافت ہائے بعیدہ طے کر کے جوش و ولولہ کے ساتھ لوگ ان میں شامل ہوئے۔

ان انجمنوں کے مقاصد بھی ان کے اسماء کے مطابق مختلف تھے۔ بعض انجمنوں کا مطمح نظر صرف سیاسی گتھیوں کا سلجھانا اور حکومت وقت کے آگے کچھ مطالبات پیش کرنا تھا۔ جن کے متعلق ان کا خیال ہے۔ کہ اگر وہ مطالبات پورے نہ کئے گئے۔ تو انکا مستقبل نہایت تاریک اور خطرناک ہو جائیگا۔ بعض انجمنوں کے زیر نظر صرف تعلیم کی ترویج و اشاعت تھی۔ چنانچہ انھوں نے اس مقصد کے حصول میں جو دقتیں اور رکاوٹیں ہیں۔ ان کے دور کرنے کے وسائل کو سوچا۔ اور حصول دعا کے ذرائع پر غور و خوض کیا۔ اسی طرح بعض مجالس کا تعلق مذاہب سے بتایا گیا۔ اور ہر مذہب کی مجلس اور انجمن نے اپنے اپنے مذہب کے استحفاظ اور استحکام کے وسائل و ذرائع کو سوچا اور دیگر مذاہب کو اپنے اندر جذب کرنے کی خواہش کی۔

غرض جس قدر انجمنیں ہوئیں انھوں نے نہایت جوش سے اپنے پیش نظر مقصد کے متعلق اظہار خیالات کیا۔ اور اپنے رستہ سے ان تمام روکوں کو ہٹا دینا چاہا۔ جو منزل مقصود اور ان کے درمیان حائل تھیں۔ لیکن یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ تمام انجمنیں کسی ایسے مقام پر منعقد ہوئیں جس کے تقدس و بزرگی کی گواہی خدا نے دی ہو۔ اور کیا وہ باتیں جو ان انجمنوں کے نزدیک ان کی اقوام کی فلاح و بہبود کے متعلق تھیں وہ ایسی ہی باتیں تھیں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کی گواہی شامل ہو۔ اور ان کی تمام کارروائی خدا کے منشاء کے مطابق ہو۔ اگر آپ ان انجمنوں کے سرکردہ کارکنوں سے یہ سوال کریں گے تو آپ کو یقیناً یہی جواب دیا جائیگا۔ کہ اپنے جلسوں کے لئے ہم نے جو مقام منتخب کیا۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس مقام کے متعلق گواہی دی ہے۔ اور یہ کہ جو طریق قوم کی فلاح کا ہم نے اختیار کیا ہے۔ اس کے متعلق بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہی خدا کا پسندیدہ اور برگزیدہ طریق ہے۔ ہماری اس تمام کارروائی میں ہماری ذاتی رائے اور عقل کو دخل ہے۔ ورنہ خدا کی گواہی ہمارے پاس موجود نہیں۔

اب آپ غور کیجئے۔ کہ ایک طرف وہ لوگ ہیں۔ جن کے افعال کے ساتھ خدائی تائیدات و ارشادات موجود نہیں۔ مگر حال یہ ہے کہ باوجود عدم تائیدات خداوندی کے لوگ ہیں۔ کہ ان مجالس کے شمول کے لئے ہند کے ہر گوشہ سے سمٹے چلے آتے ہیں۔ لیکن ان مجالس کے مقابلہ میں ایک ہمارا بھی سالانہ جلسہ ہے۔ اگر وہی سوال جو ان تمام مجالس کے کارکنوں سے کیا گیا۔ مگر آپ کے حسب منشاء جواب نہیں ملا آپ سے کیا جائے۔ تو کیا آپ بھی ویسا ہی جواب دیں گے۔ کہ ہم جس مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ وہ خدا کا برگزیدہ مقام نہیں۔ اور جو طریق فلاح قوم کا ہم نے تجویز کیا ہے۔ وہ پسندیدہ بارگاہ صمدی نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں نہیں نہیں بلکہ میں یقین کرتا ہوں۔ اور ایمان رکھتا ہوں۔ کہ آپ کا جواب ان انجمنوں کے کارکنوں کے سراسر خلاف ہوگا۔ آپ نہایت خوشی اور نہایت انبساط خاطر سے یہ فرمائیں گے کہ ہم جس جگہ جمع ہوتے ہیں۔ آج وہ دنیا میں برگزیدہ ترین مقام ہے۔ اور وہی آج ام القریٰ ہے۔ جس سے ہدایت کا چشمہ جاری ہوا اور اسی کی خاک سے بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوا۔ اور اسی مقام سے رشد کا صور پھونکا گیا۔ اور یہی وہ مقام ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان پر کدعہ کے نام سے یاد کیا گیا۔ اور یہی منبع ہے۔ جس کی طرف دنیا کے لوگوں کو بلایا گیا کہ وہ آئیں اور نور و معرفت رشد و ہدایت۔ شریعت و طریقت کے سبق پڑھیں اور خدا شناسی کے گُر اور خدا پرستی کے قاعدے سیکھیں۔

یہ وہ مقام ہے۔ جو دنیا کی نظر میں حقیر تھا اس میں کوئی جاذبیت نہ تھی۔ کوئی کشش نہ تھی نہ یہاں علم کی بڑی بڑی درسگاہیں تھیں۔ نہ یہاں تجارت کی منڈیاں قائم تھیں۔ نہ یہاں صنعت و حرفت کے اعجاز و کرشمہ نظر آتے تھے۔ یہ دیہات میں سے ایک کور دیہہ تھا۔ لیکن خدا نے آخری زمانہ

کے لیے اس کو اپنی تجلیات کا جلوہ گاہ اور اپنی وحی کا منزل گاہ اور اپنے رسول کا تخت گاہ ٹھہرایا اور اسی گاؤں کے متعلق فرمایا کہ آج دنیا اس کے نام سے بے خبر ہے۔ مگر وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ دروازہ پر کھڑا ہے جب دنیا میں اس کو شہرت دی جائیگی اور لوگ اس کی طرف بھوکوں اور پیاسوں کی طرح دوڑیں گے۔ اور دور دور مقامات سے آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے۔ کہ اس کے رستوں پر گڑھے پڑ جائیں گے۔ چنانچہ جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھا کر وہ قصبہ یہ بڑا نفظ ہے۔ وہ چھوٹا سا گاؤں جس کے نام سے دنیا نا واقف تھی۔ آج وہ اپنی شہرت میں دنیا کے کسی بڑے سے بڑے شہر سے کم نہیں۔ اور اس قصبہ میں خدا نے اس قدر اپنی ہستی کے نشانات رکھے ہیں۔ جن کا شمار نہیں۔ آنے والے آئیں اور آکر دیکھیں۔ ان کو نظر آئیگا کہ یہاں کا ذرہ ذرہ بہار لئے وحیدکی ہستی کا پتہ دے رہا ہے۔

دنیا نے اپنے جلسے منعقد کرنے کے لیے بڑی بڑی عمارتوں اور بڑی بڑی تجارتوں والے مقاموں کو منتخب کیا۔ لیکن ہمارا جلسہ اس جگہ ہوتا ہے جو چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جس میں سر بفلک عمارتیں اور دنیا بھر کی تجارتیں۔ اور محیر العقول صنعتیں اور حرفتیں اور دلفریب اور دلکش نزہت گاہیں نہیں ہیں۔ اور نہ یہ کسی بڑی سلطنت کا دار السلطنت ہے۔ ہاں سب سے بڑی فضیلت جو اس گاؤں کو حاصل ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ **خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔**

اب مقابلہ کرو کہ وہ لوگ جو ظاہری شان و شوکت اور ٹیپ ٹاپ پر گئے وہ نفع میں رہے یا نفع ان کے لئے ہے۔ جو خدا کے رسول کے تختگاہ کی طرف آتے ہیں۔ اگر یہ فلسفہ سچا فلسفہ ہے۔ کہ ع یار غالب شو کہ تا غالب شوی تو یقین کر لیجئے کہ خدا کے برگزیدہ مقام پر جمع ہونیوالے ہی تمام منافع کے مالک ہیں۔ اور نفع ان کے لئے نہیں۔ جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر کمزور ہستیوں کے ساتھ وابستگی پیدا کی۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ جو طریق فلاح قوم کا ان لوگوں نے سوچا۔ اور جس پر کاربند ہوئے کیا وہ ایسا طریق ہے۔ جس سے ان کی قوم فلاح پا سکے۔ اور ان کے اس طریق کے ساتھ تائیدات خداوندی شامل ہوں۔ سو اس کے جواب میں وہ تو یہ کہینگے کہ ہم اس طریق کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اختیار کیا ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا کو بھی ہمارا یہ طریق کار پسند ہے۔ لیکن یہی سوال جب آپ سے کیا جائے۔ تو اس کا آپ یہ جواب دیں گے کہ ہم نے قوم کی فلاح و بہبود کے لیے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ ہمارے دماغ کا اختراع نہیں۔ بلکہ اس طریق پر ہمیں خدا کے ایک برگزیدہ نبی کے ذریعہ کاربند کیا گیا ہے۔

اب یہ کہنا حق ہے۔ کہ ہمارا جلسہ ایک آیت اللہ ہے۔ کیا آپ لوگ خود اس خدا کے نشان کی تعظیم کے لئے نہیں آئیں گے اور دوسرے لوگوں کو اس نشان کے دیکھنے کے لئے نہیں لائیں گے۔

اخیر میں گذارش ہے کہ آپ غور کیجیے کہ جب آپ کو ایسے برکتوں والے مقام میں آنے اور فلاح قوم کے اس طریق کی طرف دعوت دیجاتی ہے۔ جو خدا کا پسندیدہ ہے۔ تو کیا کوئی دنیاوی رکاوٹیں آپ کے لئے زنجیر پا ہو سکتی ہیں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ دنیاوی کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔ جو خدا کی راہ میں قدم مارنے سے روک سکے۔ اگر ہو تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی زندہ اور برگزیدہ قوم کا فرض ہے۔ کہ ان تمام رکاوٹوں کو اپنے رستہ سے دور ہٹا دے۔

یہ سچ ہے۔ کہ ہمارے آنے والے جلسہ کے لئے جو ۱۵-۱۶-۱۷ مارچ ۱۹۱۹ء تاریخیں مقرر کیگئی ہیں نہایت تھوڑا وقت ہے۔ مگر کام کرنے والوں کی ہمتی اور کام سے دلبستگی اسی طرح پر تو دیکھی جایا کرتی ہے کہ تھوڑے وقت میں بھی کام کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ورنہ زیادہ وقت میں تو ہر ایک کچھ نہ کچھ کر ہی لیتا ہے۔

پس ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وقت کی تنگی ہمارے بھائیوں کے لیے شمول جلسہ میں روک کا باعث نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ دنیا کو دکھا دینگے کہ زندہ قوم کے لئے وقت کی تنگی ان کے سالانہ اجتماع میں کوئی نقص نہیں پیدا کر سکتی۔ امید ہے کہ ہمارے بھائی اس وقت میں بھی اسی کثرت کے ساتھ شامل ہونگے۔ جس کثرت کے ساتھ وقت کی وسعت میں شامل ہوتے تھے۔ بلکہ اس سے بڑھکر۔ اور ان مقاصد کو پورا کرنے کی ایک نئے جوش اور نئے ولولے کے ساتھ سعی کریں گے جن کے پورا کرنے کے لئے خدا نے ان کو اپنی تمام مخلوق میں سے چن لیا ہے۔

روس کی حالت زار

خدا کے مسیح سیدنا حضرت احمد قادیانی کی وہ جلالی پیشگوئی جس کا ظہور عالمگیر جنگ کے ذریعہ ہوا۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ روس کے حکمران کی کیا حالت ہوگی۔ نیز یہ بھی اس سے ضمناً معلوم ہوتا تھا کہ اس وقت روس کا کیا حشر ہوگا۔ چنانچہ آجکل روس جن حالات میں سے گذر رہا ہے اس کے اظہار کے لئے اخبار حق (مورخہ ۱۵- فروری) سے چند فقرے نقل کئے جاتے ہیں۔

"اس وقت برسر اقتدار لوگ تقریباً ادنیٰ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور امراء سے سالہا سال کا انتقام لے رہے ہیں۔ روسی فوج کے شہرہ آفاق جرنیل گلی کوچوں میں چیزیں بیچتے پھرتے ہیں۔ مرفہ الحال لوگوں کی جائدادیں اور مال و متاع زبردستی چھین لیا گیا ہے۔ اور اپنا پیٹ پالنے کے لئے ان سے ادنیٰ خدمتگاری کا کام لیا جاتا ہے۔ ہر لڑکی ۱۸ سال کی عمر کو پہنچکر حکومت کا متاع سمجھی جاتی ہے حکومت ان سے جو چاہے خدمت لے۔ ایک روسی شہزادی زبردستی ایک قلی سے بیاہی گئی۔ اور اسے تمام مشقت میں خاوند کا ہاتھ بٹانا پڑتا ہے۔ ایک گرینڈ ڈیوک کی صاحبزادی ...... ایک قصائی سے بیاہ دی گئی۔ اس وقت روس کے

خطبہ جمعہ

کامیابی کے ذرائع

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
(فرمودہ ۱۴ فروری بمقام لاہور)

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

انسانی طاقتوں کی حدبندی

انسان کی کامیابی اور اس کی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ قوانین مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ان کو نظرانداز کر کے یا ان کی پروا نہ کر کے اگر کوئی انسان چاہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ دراصل ایک دائرہ کے اندر انسان کو آزاد رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کے باہر وہ کبھی نہیں چل سکتا۔ اور ہر انسانی طاقت کا یہی حال ہے۔ کہ جو حد اس کی مقرر ہے اس سے باہر خواہ انسان کتنا ہی نکلنا چاہے نہیں نکل سکتا۔ مثلاً انسانی قوت ہے۔ بڑے بڑے مضبوط اور زور آور انسان ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی طاقت کی ایک حدبندی ہوتی ہے کہ اس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتے۔ پھر انسانی قد ہیں۔ ان میں اختلاف ہے۔ کوئی بڑا ہے۔ کوئی چھوٹا۔ لیکن ان کی بھی حدبندی ہے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹا قد اتنا ہوتا ہے۔ اور بڑے سے بڑا اتنا۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ پچاس ۶۰ گز کا کوئی انسان مل سکے۔ قصے کہانی کی کتابوں میں تو اتنے قد کے انسان مل جائیں گے۔ مگر دنیا میں جو انسان پائے جاتے ہیں ان میں نہیں ملیں گے۔

ہر چیز کی حدبندی

پھر ہر علم اور فن کی ایک حدبندی ہے۔ اس سے باہر نکلنا ناممکن ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر چیز کے کچھ حدود مقرر ہیں۔ ان کو توڑ کر اگر کوئی چاہے کہ میں خود فائدہ حاصل کر لوں۔ یا اپنے مخالف کو نقصان پہنچا سکوں۔ تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کامیاب اس وقت ہوگا۔ جب ان قواعد کی پابندی کرے گا جو خدا نے مقرر کئے ہیں۔ پس ہر وہ انسان جو کامیاب ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ جس غرض اور مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہو۔ اس کے لئے دیکھے کہ کونسے ذرائع خدا نے اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مقرر کئے ہیں۔

اس وقت جو سورۃ میں نے پڑھی ہے اس میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور میں وہ بات آپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں۔

گھاٹے سے بچنے کا طریق

خدا تعالیٰ فرماتا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر ہم زمانہ کی قسم کھاتے ہیں۔ یعنی ہم زمانہ کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ تم دیکھو کہ سارے کے سارے انسان گھاٹے میں ہیں۔ اور جو چیز انسان سے تعلق رکھتی ہے اس میں زوال ہی زوال ہے۔ مگر ایک چیز ہے کہ جس کے پاس وہ ہو اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ اور کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ وہ ترقی پر ترقی حاصل کرتا جاتا ہے۔ تنزل کبھی اس کے پاس نہیں آتا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات انسان ایمان لائے اور عمل صالح کرے۔

ایک نکتہ

بظاہر یہ معمولی بات معلوم ہوگی۔ کہ ایمان لانا۔ اور عمل صالح کرنا کونسی ایسی بات ہے جو معلوم نہیں۔ اور بہتوں کو خیال پیدا ہوا ہوگا۔ کہ یہ تو ایسی بات ہے جس پر ہم پہلے سے عمل کرتے ہیں۔ لیکن میں اس میں سے آپ کو ایک ایسی بات سنانا چاہتا ہوں۔ جو آپ نے پہلے نہیں سنی۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آپ لوگوں نے پڑھا ہوا ہے کہ آمنوا وعملوا الصالحات میں خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ ایمان لاؤ۔ اور عمل صالح کرو۔ مگر میں اس کے علاوہ ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کیونکہ اس آیت کے صرف وہی معنی نہیں۔ جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ ایک اور بھی ہیں۔ اور اس طرح کہ جب صرف الذین آمنوا ہو تو اس کے اور معنی ہیں جب عملوا الصالحات ہو تو اور۔ لیکن جب ان دونوں کو ملا کر پڑھا جائے۔ تو اور معنی ہوتے ہیں۔ اور تمام وہ چیزیں جو خدا نے پیدا کی ہیں۔ ان میں یہی بات پائی جاتی ہے۔ کہ جب خاص وہ مفرد ہوتی ہیں۔ تو ان کا رنگ اور ہوتا ہے۔ اور جب دو چیزیں ملتی ہیں۔ تو تیسرا نتیجہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح اس آیت میں ہے۔

ایمان کامل کا نتیجہ

میرے نزدیک اور ہر ایک اس شخص کے نزدیک جو عقل سے کام لے گا۔ یہ یقینی بات ہے۔ کہ ایمان کامل کا نتیجہ اعمال صالح ہوتے ہیں۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی بات پر انسان ایمان لائے۔ اور پھر اس کے مطابق عمل نہ ہوں۔ جس کو معلوم ہو کہ یہ زہر کی پڑیا ہے۔ وہ کبھی اسے نہیں کھاتا۔ جس کو معلوم ہو کہ اس بل میں سانپ ہے۔ وہ کبھی اس میں انگلی نہیں ڈالتا۔ اور جس کو معلوم ہو کہ اس جنگل میں شیر ہے۔ وہ ہرگز اس میں نہیں جاتا۔ تو ایمان میں یہ طاقت ہے کہ انسان کو عمل کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور ممکن نہیں کہ ایمان اور یقین ہو۔ اور انسان عمل نہ کرے لوگ اس وقت تک سچے مذہب سے نفرت کرتے ہیں۔ رسولوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی بے قدری کرتے ہیں۔ جب تک انہیں علم اور یقین نہیں ہوتا۔ اگر انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کا فضل کس قدر وسیع ہے۔ اس کے ساتھ وابستگی کیسی دائمی ہے تو ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ سے بیگانہ رہیں۔ اسی طرح اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے۔ کہ فلاں خدا کا رسول ہے اور خدا نے اس کو بھیجا ہے۔ تو ممکن

نہیں سکتا مانیں۔ پھر جب پر یہ روشن ہو جائے کہ یہ خدا کا الہام ہے۔ اور اس پر چلنے سے ہمارا ہی نفع ہے۔ تو ممکن نہیں.................... .... کو بے قدری کریں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو دھوکہ لگے۔ اور سمجھے کہ میں ایمان رکھتا ہوں۔ مگر نہو۔ جیسے کسی کے متعلق کہنے کو تو کہدیتے ہیں۔ کہ اس سے محبت ہے مگر در اصل نہیں ہوتی۔ اور وقت پر حقیقت کھل جاتی ہے اسی طرح ایک شخص سمجھتا ہے۔ کہ مجھ میں ایمان ہے مگر ایمان نہیں ہوتا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایمان ہو۔ اور عمل صالح نہوں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو واقعہ میں ایمان لاتا ہے۔ وہ عمل صالح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ایک سوال

لیکن اس سورہ میں خدا تعالیٰ ایمان لانے کے بعد عمل صالح کرنے کی بھی ہدایت فرماتا ہے اب سوال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام تو زوائد سے پاک ہوتا ہے۔ اس لئے جب یہ فرما دیا گیا کہ اٰمنوا۔ تو عمل صالح کرنا اسی میں آگیا۔ پھر عملوا الصلحٰت ساتھ فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ جب ایمان لانے والا انسان عمل صالح کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور ایمان کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اعمال صالح کئے جائیں۔ تو کیوں آمنوا ہی نہ رکھا۔

جواب

اس میں ایک حکمت ہے۔ درحقیقت جب آمنوا کا فقرہ علیحدہ اور عملوا الصالحات کا علیحدہ ہو۔ تو اس کا وہی مفہوم ہوتا ہے جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔ مگر جب یہ دونوں فقرے ملتے ہیں۔ تو ایک اور معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ گو ایمان اور یقین کامل کے نتیجہ میں اعمال صالح پیدا ہوتے ہیں اور ایمان وہی ایمان ہوتا ہے۔ جسے انسان یقینی سمجھتا ہے۔ اور پھر اس کے مطابق عمل کرتا ہے مگر بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں۔ کہ چونکہ انسان کی نیت اور موقعہ شناسی میں نقص ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کامیابی کے حصول کا حقیقی ذریعہ نہیں ہوتا۔ گویا اس کا عمل صالح نہیں ہوتا۔ اس لئے ضائع ہو جاتا ہے۔ تو ایمان سے یہ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ جو لاتا ہے۔ وہ عمل کرتا ہے۔ مگر اس سے یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ وہ عمل ان ذرائع پر کاربند ہو کر کیا جاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا نتیجہ نکلنے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بہت لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر عمل کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ مگر دنیا میں ذلیل اور خوار ہی رہتے ہیں۔ جس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ان ذرائع کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جو خدا تعالیٰ نے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اور جن کے مطابق عمل کرنے سے کامیابی اور فلاح حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ ایک شخص جس کا ایمان اور یقین ہے کہ زمین گول ہے۔ اور یہ بھی وہ جانتا ہے کہ بالمقابل امریکہ ہے۔ مگر وہ امریکہ جانے کے لئے بجائے اس کے کہ لاہور سے گاڑی پر سوار ہو کر کسی بندرگاہ پر پہنچے اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر امریکہ جائے زمین میں سرنگ لگا کر امریکہ جانا چاہے۔ وہ کہاں پہنچ سکیگا۔ ناکامی اور نامرادی کے سوا اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے ان ذرائع کو اختیار نہیں کیا جو اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے خدا تعالےٰ نے بنائے ہوئے ہیں۔ تو آمنوا و عملوا الصالحات میں یہ ارشاد ہے۔ کہ انسان نہ صرف ایمان لائے اور عمل صالح کرے۔ بلکہ اس کے اعمال ایسے ہوں کہ خدا تعالےٰ نے ان کے لئے جو ذرائع مقرر کئے ہیں ان کے مطابق ہوں۔

کون سے عمل صالح ہوتے ہیں

بعض لوگ صلاحیت اور مصلحت کے لفظ کو دھوکہ کھاتے ہیں۔ حالانکہ عربی میں یہ الفاظ ہمیشہ اچھے ہی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ آجکل لوگ کسی معاملہ کے متعلق جب یہ کہتے ہیں۔ کہ یہی مصلحت ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ منافقت کے طور پر بات کہدی گئی ہے۔ لیکن عربی میں ایسا نہیں ہے۔ عربی میں صحیح اور جائز اور اصل ذرائع کے مطابق جو کام ہوگا۔ اس کے متعلق مصلحت کا لفظ بولا جائیگا۔ تو اٰمنوا و عملوا الصالحات کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایمان لائیں۔ اور پھر عمل کریں۔ لیکن وہ عمل صالح ہوں۔ یعنی جس بات پر ایمان لایا ہو اس کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو صحیح ذرائع مقرر ہیں۔ ان پر عمل کیا جائے۔ تو فرمایا۔ اگر ناکامی سے بچنا چاہتے ہو۔ اگر گھاٹے اور نقصان سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ تو ایمان لاؤ اور اعمال کرو۔ مگر اعمال صالح ہوں۔ اس طریق کے مطابق ہوں۔ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً ایک شخص ایسے وقت میں جب کہ جہاد ہو رہا ہو۔ کفار مسلمانوں کو قتل کر رہے ہوں۔ لڑائی شروع ہو۔ لمبی نماز پڑھتا رہے۔ تو گو یہ عمل اپنی ذات میں صالح ہے۔ لیکن موقعہ اور وقت کے لحاظ سے صالح نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس وقت کامیابی کے لیے جو ذریعہ ہے اس پر عمل نہیں ہوا۔ اور اس سے یہ نہیں ہوگا۔ کہ دشمن بھاگ جائے۔

رسول کریم کے وقت دشمنوں پر کامیابی حاصل کرنیکا ذریعہ

دیکھو ہر لحاظ سے سب سے بڑے انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے لیکن آپ نے بھی ان دشمنوں سے محفوظ رہنے اور اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے۔ جنہوں نے اسلام کے خلاف تلوار اٹھائی۔ یہ نہیں کیا کہ نمازیں شروع کردی ہوں۔ بلکہ آپ کو بھی اس موقعہ پر تلوار ہی اٹھانی پڑی۔ اس میں شک نہیں کہ فرصت کے وقت آپ نے کامیابی کے لئے دعائیں بھی کیں۔ جیسا کہ جنگ بدر میں ایک الگ جگہ دعا کے لئے بنائی گئی تھی۔ اور اس جگہ آپ نے اتنی دعائیں کیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا انسان بھی کہہ اٹھا۔ کہ کیا خدا کا وعدہ آپ کو

ثمیاب کرنیکا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وعدہ تو ہے۔ لیکن میں اس کے غنا سے ڈرتا ہوں۔ تو میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے دعا اور نماز ضروری نہیں ہے۔ ضروری ہے لیکن صرف اسی سے دشمن کو دور نہیں کیا جا سکتا دیکھو اگر صحابہ کرام دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تلوار نہ اٹھاتے۔ اور صرف نمازیں پڑھتے رہتے۔ تو کبھی کامیاب نہ ہوتے۔ کیونکہ اس وقت کامیابی کے لئے عمل صالح یہی تھا۔ کہ تلوار کا مقابلہ تلوار سے کریں۔ اور دشمن کو اس ذریعہ سے خائب و خاسر کردیں

موجودہ زمانہ میں کامیابی کا ذریعہ

یا اب یہ زمانہ ہے۔ کہ جس میں اسلام کے خلاف قسم قسم کے شکوک اور شبہات پیدا کئے جارہے ہیں۔ طرح طرح کے اعتراضات ہو رہے ہیں۔ عجیب عجیب دھوکے دیئے جارہے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ کے لئے کوئی شخص روزے رکھنے شروع کردے تو گو روزے رکھنا نیک عمل ہے مگر اس کامیابی کے حاصل کرنے کے لئے عمل صالح نہیں۔ اس صورت میں اس عمل کی صلاحیت باطل ہو جائیگی۔ یوں اگر کوئی روزے رکھتا ہے۔ تو عمل صالح کرتا ہے۔ اس سے اس کے نفس کی اصلاح ہوگی۔ لیکن مخالفین اسلام کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جو ذرائع مقرر ہیں۔ اس میں چونکہ یہ داخل نہیں۔ اس لئے اس طرح کامیابی حاصل نہ ہوگی تو صرف ایسا عمل جو اپنی ذات میں صالح ہو کچھ چیز نہیں۔ خالی نماز خالی روزے۔ خالی حج اپنی جگہ ضروری اور صالح عمل ہیں۔ لیکن اس وقت کے لحاظ سے کامیابی کے لئے جو خدا تعالےٰ نے ذرائع مقرر کئے ہوئے ہیں ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت علاوہ اس کے کہ صحابہ کرام اپنے نفس کی اصلاح اور صفائی کے لئے عمل کرتے اور دعا سے کام لیتے تھے۔ مخالفین کے مقابلہ میں کامیابی کے لئے تلواریں بھی اٹھاتے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی جن ذرائع سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ نمازیں۔ روزے اور دعائیں۔ اس کامیابی کے حاصل کرنے میں ممد اور معاون ضرور ہونگے۔ مگر جس ذرائع پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

اپنے فرض کو پہچانو

میں اس وقت آپ لوگوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ابھی تک اس خدمت میں حصہ نہیں لیا۔ جو خدا کے مامور اور خلیفوں کے ہاتھ پر بیعت کرکے ان کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگوں نے احمدی ہو کر بڑی بڑی اصلاحیں کی ہیں۔ پہلے وہ چور تھے۔ مرتشی تھے۔ جھوٹ بولتے تھے نمازیں نہیں پڑھتے تھے روزے نہیں رکھتے تھے۔ حج نہیں کرتے تھے۔ زکوٰۃ نہیں دیتے تھے اور اب شریعت کے ان حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ مگر اس زمانہ میں جو عظیم الشان کام اسلام کی ترقی کا تھا۔ وہ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے نفس میں اصلاح اور ذات میں صفائی تو ضرور پیدا ہو گئی ہے۔ مگر وہ ان فاتحین میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جن کے سر پر قیامت کے دن اس بات کا سہرا ہوگا۔ کہ انھوں نے دنیا میں شیطان کا مقابلہ کرکے فتح حاصل کی تھی۔ ایسے لوگ ان لوگوں کی مانند ہونگے۔ جو فاتح فوج کے پیچھے چھوٹے موٹے کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور وہ ان میں شامل نہیں ہونگے۔ جن کے متعلق قیامت کے دن اگلی پچھلی نسلوں میں یہ اعلان کیا جائیگا کہ یہ ہیں وہ بہادر جنہوں نے شیطان کا مقابلہ کرکے اسے شکست فاش دی تھی۔ اور اسلام کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کیا تھا۔ یہ وہی لوگ ہونگے جو عمل صالح کرینگے۔ اور ان ذرائع پر عمل پیرا ہونگے۔ جو خدا نے اس زمانہ میں کامیابی کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔

شیطان کا مقابلہ کرنیکا طریق

پس میں آپ لوگوں کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ آپ غور کریں۔ کہ جو کام ہم کرتے ہیں۔ وہ ان ذرائع کے مطابق ہے یا نہیں جو خدا نے ہماری کامیابی کے لئے مقرر کئے ہیں۔

اس کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ ہمارا کام کیا ہے۔ نفس کی اصلاح کے لئے ان احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کہ جن سے اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن میں اس وقت ان فرائض کا ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ جن کے بغیر کوئی مومن ہی نہیں ہو سکتا بلکہ ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو مومن کے لئے ضروری ہیں۔ ان سے میرا سوال یہ ہے کہ جس فوج میں وہ داخل ہیں۔ اس کا کام کر رہے ہیں یا نہیں اور یہ تو میں بتا چکا ہوں۔ کہ اس فوج کا کام شیطان کے حملے کا دفعیہ اور اسلام کا جھنڈا گاڑنا ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ اسلام پر حملہ دلائل کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اسلام میں نقص پیدا کئے جارہے ہیں اسلام پر اعتراض اور شکوک پیش ہو رہے ہیں۔ اس لئے اس وقت اس کا دفعیہ قلم اور زبان سے ہی ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے بعض باتیں ضروری ہیں۔ مثلاً جو لوگ قلم استعمال کرتے ہیں۔ ان کے لکھے ہوئے کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے مال خرچ کرنا چاہئے۔ پھر زبان اس وقت تک چلائی نہیں جا سکتی۔ جب تک دشمن کے حالات سے آگاہی نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ دشمن کے اعتراضات سے واقفیت حاصل کیجائے اس کے بعد وقت خرچ کرکے قلم اور زبان سے خدمت اسلام ہو سکتی ہے۔ تو اس کام کے لئے مال قربان کرنے کی ضرورت ہے۔ وقت قربان کرنے کی ضرورت ہے۔ اور علم کے حصول کی ضرورت ہے۔ ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنا چاہئے۔ اس لئے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے۔ کہ جو لوگ خدا کی طرف لوگوں کو بلاتے۔ اور گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے ساتھ ابتلا بھی لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بتانا چاہتا ہے۔ کہ چونکہ یہ میری باتیں لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے ان پر کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا تو ان پر خواہ اپنے نفس کے رشتہ داروں کے۔ یا اور لوگوں کے ذریعہ ابتلا آنے ضروری ہیں۔ جن میں سے

کچھ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور کچھ شیطان کی طرف سے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے تو اس لئے کہ تا دنیا کو دکھائے۔ کہ یہ گو مغلوب اور کمزور تھا۔ لیکن غالب اور طاقتور ہو گیا ہے۔ اور شیطان کی طرف سے اس لئے کہ ان باتوں میں پڑ کر اپنے اصل مقصد کو چھوڑ دے۔ اس لئے مومنوں پر ابتلا ضرور آتے ہیں۔ لیکن جو ان میں ثابت قدمی دکھاتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کہ جب ایمان ہوتا اور عمل صالح کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو سکھاتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ مومن پر جب ابتلا آتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ بات ہی کیا ہے میں خدا کے رستہ میں مر بھی جاؤں۔ تو کیا ہے۔

فاتح بنو

تو ہر ایک مومن کو یہ باتیں ذہن نشین کرنی ضروری ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ جب تک یہ نہوں کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی۔ پس تم لوگ ان کو یاد رکھو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرو۔ کہ اس میں یہ پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ کوئی شخص جو صرف چندہ دیتا ہے اور علم حاصل کر کے تبلیغ نہیں کرتا۔ وہ فاتحین میں سے نہیں ہے۔ یا علم تو حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس کے پھیلانے کے ذریعہ پر عمل نہیں کرتا۔ وہ بھی فاتحین میں سے نہیں ہے۔ یا جو علم کے پھیلانے کے ذریعہ کو تو مہیا کرتا ہے لیکن اپنے وقت کی قربانی نہیں کرتا۔ وہ بھی فاتحین میں شامل نہیں ہے۔ یا جو ان سب باتوں پر عمل کرتا ہے۔ مگر کسی ابتلا میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ وہ بھی فاتحین میں شامل نہیں ہے۔ ہاں جس میں یہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں۔ کہ علم حاصل کرے اس کے آگے پہنچانے کا سامان بہم پہنچائے۔ وقت کی قربانی کرے۔ اس پر جو ابتلا آئیں۔ ان میں ثابت قدم رہے۔ وہ فاتحین میں شامل ہوگا۔ پس آپ لوگ یاد رکھیں۔ کہ آپ کے ذمہ بہت بڑا کام ہے۔ اور جن کے ذمہ اتنا بڑا کام ہو۔ ان کو بہت زیادہ فکر کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے۔

ایک پیامی خط کا جواب

مکرم ماسٹر صادق علی صاحب السلام علیکم

اخبار پیغام صلح مورخہ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں میں نے آپ کی ایک چٹھی پڑھی۔ جو آپ نے میرے نام لکھی ہے۔ اگر یہ چٹھی نیک نیتی سے لکھی جاتی تو ضرور تھا کہ آپ اصل چٹھی تو مجھے بذریعہ ڈاک بھیج دیتے۔ اور اس کی نقل اخبار میں چھپواتے۔ یا کم از کم اخبار کا وہ پرچہ ہی مجھے بھجوا دیتے۔ جس میں آپ کی چٹھی چھپی تھی مگر افسوس نہ تو آپ نے مجھے اصل چٹھی بھیجی۔ اور نہ ہی پیغام کا وہ پرچہ جس میں وہ چٹھی شائع ہوئی۔ ایسی صورت میں آپ کا یہ امید کرنا کہ میں ٹھنڈے دل سے آپ کی باتوں پر غور کرونگا۔ کس طرح ممکن ہے۔ مجھے امید تھی کہ آپ یا مینجر اخبار مجھے وہ پرچہ ضرور بھیجدیں گے۔ جس میں میرے نام چٹھی چھپی ہے لیکن کئی دن کے انتظار کے بعد میں نے ایک کارڈ آپ کو اور ایک مینجر پیغام کو لکھا۔ اور اخبار طلب کیا مگر افسوس پھر بھی نہ تو آپ نے اخبار بھیجا اور نہ ہی مینجر پیغام نے۔ آپ نے بجائے اس کے کہ فوراً اخبار مجھے بھیج دیتے۔ جواباً یہ لکھا کہ آپ نے ایڈیٹر پیغام صلح کو تاکیداً لکھ دیا تھا۔ کہ اخبار مجھے بذریعہ رجسٹری بھیجا جاوے۔ اور یہ کہ اب بھی آپ نے ایڈیٹر پیغام ہی کو لکھا ہے کہ وہ اخبار مجھے بھیج دے۔ لیکن افسوس کہ ایڈیٹر پیغام نے آپ کی درخواست پر توجہ نہ کی۔ مینجر پیغام نے میرے کارڈ کے جواب میں لکھا کہ اخبار نہیں بھیجا جا سکتا۔ اس تمہید سے آپ غالباً سمجھ جاویں گے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ الزام کہاں تک صحیح ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے مریدین کو پیامیوں کی کتابیں پڑھنے سے منع کیا ہوا ہے۔ آپ نے میری پہلی چٹھی میں جو میں نے مولوی محمد علی صاحب کو لکھی تھی۔ پڑھا ہوگا۔ کہ میں نے مولوی صاحب سے درخواست بھی کی تھی کہ وہ اپنی کتاب ٹریکٹ۔ اخبار۔ اشتہار وغیرہ میرے پاس ضرور بھیجدیا کریں۔ میں ان کو ضرور پڑھا کرونگا۔ آپ نے بھی ایڈیٹر پیغام کو تاکیداً لکھا۔ کہ وہ اخبار مجھے ضرور بھیجدے۔ مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہاں کی دیانتداری ہے۔ کہ ہم کو یہ الزام دیا جاوے کہ آپ لوگوں کے لٹریچر کو نہیں پڑھتے۔ مولوی محمد علی صاحب نے میری چٹھی کے بعد بھی آج تک مجھے اپنا کوئی اشتہار وغیرہ نہیں بھیجا۔ آپ للہ ان واقعات پر غور کریں اور پھر مولوی محمد علی صاحب کی اس عبارت کو پڑھیں۔

"بلکہ جہاں تک معلوم ہوا ہے ہماری تحریروں کو پڑھنے اور دیکھنے سے آپ نے مریدین کو منع کیا ہوا ہے"

مولوی صاحب چاہتے تو یہ ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنے مریدین کو حکم دیں کہ وہ پیامیوں کی تمام تحریروں کو ضرور پڑھا کریں۔ مگر ان کا طرز عمل یہ ہے۔ کہ جو لوگ ان کی تحریروں کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کو وہ دکھانے تک کے روادار نہیں۔ کیا ایسی صورت میں مولوی صاحب کا الزام بالکل لغو نہیں۔

جہاں تک مجھے علم ہے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے تو کوئی ایسا حکم نہیں دیا کہ ہم لوگ پیامیوں کی تحریریں نہ پڑھا کریں۔ البتہ خلیفہ اول حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ حکم دیا تھا۔ کہ اخبار پیغام صلح (جس کا سالانہ چندہ بھی آپ پیشگی عطا فرما چکے تھے) ان کے نام نہ آیا کرے۔ جب ان کے منع کرنے پر بھی یہاں سے اخبار جاتا رہا تو حضور نے بلا کھولے واپس کر دینے کا حکم فرمایا۔ آخر آپ کا نام رجسٹر خریداروں میں سے کاٹ دیا گیا۔ میں ان دنوں احمدیہ بلڈنگز ہی میں رہتا تھا اور بدقسمتی سے اخبار پیغام صلح کے کارکنوں میں سے تھا۔ اخبار پیغام صلح کے متعلق جب میں نے حضرت خلیفہ اول کی یہ ناراضگی دیکھی تو میں نے

بھی اخبار کے متعلقہ کام کرنا اور اخبار پڑھنا چھوڑ دیا حتیٰ کہ میں نے وہاں سے مکان بھی تبدیل کر لیا۔ ہیں پیغام کا وہ پرچہ جس میں آپ کی چٹھی چھپی تھی خود خرید لیتا۔ اور اس کے لئے آپ کو یا منیجر پیغام کو نہ لکھتا۔ مگر مجھے ڈر تھا کہ میرا یہ فعل حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی روح کو صدمہ پہنچائیگا۔ خیر مجھے اخبار اپنے ایک دوست سے مل گیا ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

(۱) میں نے جو خط مولوی محمد علی صاحب کو لکھا تھا اس کے لکھنے کی وجہ بھی اس خط میں بیان کر دی تھی کیا آپ نے اخبار میں میرے الفاظ نہیں پڑھے "مجھے یہ چند سطور لکھنے کی اس واسطے ضرورت پیش آئی۔ کہ آپ نے کہیں جماعت کو بھی مخاطب کیا ہے۔ اور خواہ مخواہ جماعت پر بدظنی کی ہے۔" الخ

مگر باہیں ہمہ آپ کا یہ فرمانا کہ "**باوجود بار بار پڑھنے کے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کے اس چٹھی کے لکھنے سے کیا مقصد تھا۔**"

اپنی کم عقلی کا ثبوت دینا نہیں تو اور کیا ہے صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کی خوب تصدیق ہوتی ہے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک بین ثبوت ہے۔ کہ جو آپ کی یا آپ کے خلفاء کی مخالفت میں کھڑا ہوتا ہے۔ وہ باوجود کانوں کے نہیں سنتا۔ باوجود آنکھوں کے نہیں دیکھتا۔ باوجود دل و دماغ رکھنے کے کوئی نیک بات نہیں سمجھ سکتا۔

ہماری جماعت کے لوگ تو عام طور سے کہا ہی کرتے ہیں۔ کہ باوجود چھ سال خلافت کو ملنے کے اب جو پیامیوں نے مخالفت کی ہے۔ تو ان کی عقلیں ماری گئی ہیں۔ لیکن اس کی تصدیق آپ لوگوں کی اپنی تحریروں سے خوب ہوتی ہے کہ سیدھی سادھی اردو عبارت کو باوجود بار بار پڑھنے کے آپ کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ حالانکہ معمولی عقل کا انسان بھی جس کے ہوش بجا ہوں ایک تحریر کو پڑھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ جو لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ یا غلط۔ موزوں ہے یا غیر موزوں مدلل ہے یا غیر مدلل۔ اور یہ پڑھنے والے کا حق ہے۔ کہ وہ اپنے فہم کے مطابق کسی تحریر کو صحیح قرار دے۔ یا غلط۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے۔ کہ باوجود بار بار پڑھنے کے بھی وہ اس کا مقصد سمجھنے سے قاصر رہا۔ تو پھر یہی کہا جاوے گا۔ کہ اس کا دماغ ٹھیک نہیں۔ اس کے ہوش و حواس بجا نہیں۔

(۲) پیسہ اخبار کے سرٹیفکٹ کی ہی ضرورت ہو تو لیجئے حال ہی میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مولوی محمد علی صاحب کو دھوکا اور فریب دینے والا بیان کیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ:-

"لاہوری میرزائیوں کے امیر محمد علی کی ایک چٹھی میرزا محمود احمد خلف الرشید میرزا غلام احمد صاحب کے خلاف شائع ہوئی ہے اس چٹھی میں مسلمانوں کو **دھوکا** اور **فریب** دیا گیا ہے۔" الخ

اگر آپ پیسہ اخبار کی تحریر کو جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے خلاف سند پکڑتے ہیں۔ تو مفصلہ بالا تحریر کو بھی سنداً اپنے پاس رکھیں۔

(۳) آپ نے جو کچھ لکھا ہے جوش نفس کے ماتحت لکھا ہے۔ ورنہ آپ اپنے لیڈروں کے خلاف **مفتری۔ بدبخت۔ بدظنی کرنیوالے** جیسے گندے الفاظ نہ لکھتے۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ دعویٰ نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے۔ مفتری بدبخت بدظنی کرنے والے ہیں۔ گویا آپ کے نزدیک جس نے حضرت مسیح موعود کو **نبی** مانا وہ مفتری و بدبخت بدظنی کرنے والا ٹھیرا۔

لیجئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کے معیار کے مطابق آپ کے مسلمہ لیڈروں میں سے **مفتری بدبخت۔ بدظنی کرنے** والے کون کون ہیں سب سے پہلے آپ مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا نام لکھ لیجئے۔ اگر کچھ شک اور تردد ہو۔ تو ان کی تقریر مندرجہ بدر نمبر ۱۳ مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء ملاحظہ فرمالیں۔ شاید آپ کے پاس بدر کی وہ فائل نہ ہو۔ اس لئے اس تقریر کا ضروری حصہ آپ کی تفنن طبع کے لئے نقل کر دیتا ہوں۔

اقتباس از تقریر مولوی محمد احسن صاحب

"اس لئے آپ کی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) مہر سے ولد روحانی یعنی **نبی** پیدا ہوتے رہیں گے **جو امتی بھی ہو** اور نبوت جزوی بھی ان کو حاصل ہو........ دیگر واضح ہو کہ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسمٰعیل میں سے ہیں۔ مگر چونکہ وعدہ نبوت حضرت ابراہیم ؑ کی اولاد میں سے خواہ اسمٰعیل ہو یا اسحاق الیٰ یوم القیامۃ ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے مسیح موعود بنی اسحاق سے ہوا۔ تاکہ یہ پیشگوئی **کذالک نجزی المحسنین** کی بھی دونوں ولد سے پوری ہو۔ وہ اس طرح سے کہ بنی اسمٰعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں جن کی امت **کنتم خیر امت** کی مصداق ہو اور بنی اسحاق میں سے ایک ایسا **نبی** مسیح موعود پیدا ہو جو ہو تو احمد کا غلام اور شہزادہ **نبی** بھی ہو۔ تاکہ وعدہ **وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ** وغیرہ کا بھی اس سے پورا ہو جائے بقول شخصے ؎

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
نکتہ ایست بے محرم اسرار کجاست

پس الحمد للہ کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ اب ہم میں اور غیر احمدیوں میں بہت فرق ہے۔ اور یہ ہی مناسب نہیں کہ ان کے ساتھ شامل ہوں" الخ

دیکھئے مولوی صاحب کیا فرماتے ہیں۔ وہ تو صاف صاف حضرت مسیح موعود کو **نبی** ثابت

کرتے ہیں۔ اور آپ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو **مفتری** قرار دیتے ہیں۔ اس عقیدہ میں خواجہ کمال الدین صاحب بھی مولوی محمد احسن صاحب کی تائید کرتے ہیں۔ اس لئے آپ دوسرے نمبر پر خواجہ صاحب کا اسم گرامی لکھ لیجئے۔ جو حضرت مسیح موعود کو **خدا کا رسول** اور خدا کا مسیح ماننے میں حق الیقین کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں یہی نہیں بلکہ وہ تو **قادیان** کو مکہ قرار دیتے ہیں اور اگر وہ حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ کو نہ دیکھتے۔ تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو ایک قصہ اور کہانی کے رنگ میں لیتے۔ اگر میرا یقین نہ آوے تو براہ مہربانی بدر نمبر ۲۵-۲۲ مورخہ ۱۴ - ۲۸ اپریل ۱۹۱۰ء میں خواجہ صاحب کی تقریر ملاحظہ فرمادیں۔ جہاں خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

"غرض حضرت صاحب کی صداقت جس چیز نے مجھے منوائی۔ اور جس نے مجھے حق الیقین کے درجہ پر پہنچایا کہ وہ **خدا کا رسول** اور خدا کا **مسیح** تھا۔ وہ یہی آپ کا ایثار تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ورنہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ایک قصہ کہانی کے رنگ میں ہوتا۔ اگر آج میں مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا × ۔ ۔ ۔ آپ ریاست جموں سے آتے ہیں۔ آپ کے دل میں کیا کیا عزم ہونگے۔ کہ میں بھیرہ کو ایک دار الشفا بناؤں مگر خدا تعالےٰ نے فرمایا تو نہ صرف جسمانی امراض کے لئے۔ بلکہ روحانی امراض کے واسطے بھی۔ ۔ حکیم مقرر ہوگا جو حد کے حکم میں کہ قرار پا چکا ہو۔ الخ

مندرجہ بالا حوالہ سے آپ کی آنکھیں کھل جائینگی آپ ان لوگوں کی جو اس وقت آپ کے لیڈر بنے ہوئے ہیں پرانی تحریروں کو پڑھیں اور پھر غور و فکر کریں لیجئے ایک تیسری شہادت پیش کرتا ہوں۔ یعنی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول ہی مانتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنی تقریر مندرجہ بدر نمبر ۱۲-۱۱ مورخہ ۱۴-جنوری ۱۹۰۹ء میں فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالےٰ نے اس تاریکی کے زمانہ میں اپنے **رسول** کے ذریعہ ہم پر جلوہ ظاہر فرماکر **کھلے کھلے نشانوں** سے اپنی ہستی کو ثابت کردیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

اب تو آپ کی تسلی ہوگئی۔ کہ جو لوگ آجکل یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ان کا عقیدہ پہلے کیا تھا۔

مولوی محمد علی صاحب نے جو اپنے عقائد میں تبدیلی کی ہے۔ وہ بصورت کتاب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پہلے ہی شائع کر چکے ہیں۔ ان کے بیان دوہرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آپ اس کتاب کو ہی پڑھ لیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صداقت میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں مندرجہ درثمین والہامات و پیشگوئیاں کافی سے زیادہ ہیں جن کا ماننا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کیا آپ بھی کوئی الہام وغیرہ ایسا پیش کرسکتے ہیں۔ جس سے آپ کے امیر یا کسی دوسرے اہل الرائے کی تائید ہوتی ہو البتہ مجھے ایک حوالہ ملا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ پیغام پارٹی کے ممبروں کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ان کی طرف سے حضور کو ہمیشہ کیا خدشہ لگا رہتا تھا۔ ۲۲-جنوری ۱۹۱۱ء کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے جو آجکل آپ کی انجمن کے سکرٹری ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی سے بوقت ساڑھے بارہ بجے دن کے پوچھا کہ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے۔ آپ نے جواب فرمایا کہ

"میرا دل یہی چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوجاوے۔ پھر فرمایا میرا اللہ راضی ہو۔ پھر فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم فرمانبردار رہو **اختلاف نہ کریو۔ جھگڑا نہ کرنا**۔ پھر فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خبردار جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ تمھیں **برکت** دیگا اور اسی میں تمھاری **عزت** اور **طاقت باقی** رہیگی۔ **نہیں تو کچھ بھی باقی نہ** رہیگا۔ پھر فرمایا اگر میں نے کسی کو حکم دیا ہے۔ تو اپنی دلی طبع سے نہیں دیا۔ **خدا کا حکم** سمجھ کر دیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دعائیں مانگو۔ نمازیں پڑھو۔ بہت مسئلوں میں جھگڑے نہ کرو جھگڑوں میں بہت نقصان ہوا ہے۔ بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

اب تو آپ کو اپنے پیغامی بھائیوں کی اصلی حالت معلوم ہوگئی ہوگی کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بار بار تاکید کے اختلاف نہ کرنا۔ جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا۔ پھر انھوں نے اختلاف کیا جھگڑا کیا۔ اور تفرقہ ڈالا۔ اور حضرت صاحب کے حکم کی ذرا بھر پرواہ نہ کی کیا ہی فرمانبرداری ہے خدارا غور کریں۔

میں نے اپنے پہلے خط میں بھی چند اصل واقعات کا اظہار کیا تھا۔ اور کسی مسئلہ کو نہ چھیڑا تھا۔ کیونکہ مسائل متنازعہ فیہ کے متعلق اخباروں کے اخبار بھرے گئے۔ اور کئی کتابیں لکھی گئیں۔ القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ وغیرہ کتابوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام حوالے ایک جگہ جمع کردیئے گئے ہیں۔ ان سب کو اس چٹھی میں دوہرانا کہاں ممکن ہے۔ اس لئے جس نے ان مسائل کے متعلق مزید گفتگو کرنی ہو تو وہ ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد کوئی ایسا اعتراض کرے جس کا پہلے ان کتابوں میں جواب نہ دیا جا چکا ہو۔ ورنہ انہی اعتراضوں کو جن کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے عیسائی مناددوں کی طرح بار بار رٹنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

براہین العقائد چھپ گئی

ستمبر ۱۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔ "ان مسائل کا بادلائل سمجھنا ہر ایک کیلیے ضروری ہے جن کا تعلق عقائد سے ہو مثلاً ہستی باری تعالیٰ ۔ وجود ملائکہ ۔ قضا و قدر ۔ ثبوت قیامت ۔ نبیوں کی صداقت ان سب مسائل کے دلائل معلوم ہوں" (الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۱۸ء)

اس ارشاد کی تعمیل میں یہ کتاب تالیف کیگئی ہے جس میں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) ملائکہ (۳) قیامت ان تین ارکان پر مولوی فاضل سید محمد اسحٰق صاحب کے مضامین ہیں (۴) "قرآن مجید الہامی اور کامل کتاب ہے (۵) قرآن مجید کے بعد سلسلہ وحی وغیر تشریعی الہام جاری ہے (۶) حضرت محمد مصطفٰے خدا کے سچے اور کامل رسول ہیں یہ تین مضمون مخدومی مکرمی مولانا حافظ روشن علی صاحب کا عطیہ ہے اور (۷) قدر خیر وشر کا مضمون قاضی اکمل صاحب کا ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مجموعہ سے تمام مسلمان فائدہ اُٹھائینگے کیونکہ ان باتوں پر ایمان تو سب بتاتے ہیں لیکن اگر دلائل پوچھے جائیں تو بعض لوگ موہنہ دیکھتے رہ جاتے ہیں ۔ بچوں اور نوجوانوں کا نجیشیوں کو خصوصاً یہ کتاب مطالعہ کرنا چاہیئے ؛

فہرست مضامین کتاب براہین العقائد

درس القرآن فی شہر رمضان

(حصہ اول) بھی چھپکر تیار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے گذشتہ سے پیوستہ سال کے ماہ رمضان میں جو پر معارف درس دس پاروں کا فرمایا تھا ۔ اور جسکے شائع کرنے کے متعلق میں نے مختلف اشتہاروں کے ذریعہ وعدہ کیا تھا ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مکرم قاضی اکمل صاحب کو جنھوں نے درس مذکورہ بالا کے نوٹ نہایت ابلغ واحسن طرز سے مرتب کر کے خاکسار کو ایفائے وعدہ کی توفیق دی ۔ قاضی صاحب موصوف کو بفضل خدا درس کے نوٹ مرتب کرنیکے متعلق خاص ملکہ بلکہ مہارت ہے چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس کے نوٹ شائع شدہ بھی آپ ہی کے مرتب شدہ ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں ۔ بوجہ گرانی تعداد بہت ہی قلیل چھپوائی ہے احباب بہت جلد منگالیں قیمت ۱۰/

حمائل شریف مترجم

چھپ رہی ہے ۔ کوشش کیجا رہی ہے کہ جلسہ تک ضرور شائع ہو جاوے مگر لکھائی و چھپائی کی غیر معمولی مشکلات کیوجہ سے خیال ہے کہ شاید اس قلیل عرصہ تک مکمل نہ ہو سکے ۔ مگر پھر بھی خریداران حمائل شریف کو جلسہ پر حمائل شریف کی خریداری کے لیے ضرور تیار ہو کر آنا چاہیئے ۔ قیمت للعہ ہے ۔

۔ دیگر ہر قسم کی کتب سلسلہ احمدیہ پتہ ذیل سے طلب کریں

خاکسار فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان دارالامان ؛

ماہواری ٹریکٹوں کا سلسلہ

(غور سے پڑھیے)

جو سال رواں سے شروع ہوا ہے نمبر ایک و نمبر ۲ بابت جنوری و فروری شائع ہو چکے سابقہ تحریکوں کے ذریعہ کئی ایک دوستوں نے اس میں حصہ لیا ہے مگر ابھی تک بہت کمی واقع میں باقی ہے۔ پہلے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ یہ ٹریکٹ کم از کم ایک لاکھ ماہوار مختلف مضامین پر شائع ہو کر مختلف شہروں میں میلوں اور جلسوں میں تقسیم کیے جاویں۔ اور ریل کے مسافروں میں بھی جو دور دراز کے شہروں کے باشندے ہوتے ہیں تقسیم کیے جاویں تو اسطرح ایکدفعہ شور پڑ جائیگا۔ اور احمدیت کی ندا گوشہ گوشہ میں پہنچ جائے گی۔ مگر افسوس کہ بمشکل ۲ ہزار تعداد کی مستقل خریداری ابتک پہنچی ہے کثیر التعداد میں جسقدر ٹریکٹ شائع ہوں گے اسی قدر ارزاں بھی مل سکینگے چنانچہ پہلا ٹریکٹ فتح اسلام مولفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ شائع ہوا جو پہلے بنگالی اور فارسی اور اردو میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اب بار چہارم شائع ہوا۔ ایک روپیہ سکے ۴۴ کے حساب سے بغرض تقسیم مستقل خریداروں کو دیا گیا۔ اگر یہی ایک لاکھ یا کم و بیش چھپتا تو ایکسو عدد فی روپیہ دیئے جاتے۔ اسی طرح دوسرا ٹریکٹ بابت فروری "زندہ نبی" مولفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شائع ہوا جو ایک لاکھ کی صورت میں ۸۰ عدد دیئے جاتے مگر ایک دو ہزار کی تعداد میں شائع ہونے کے باعث ۵۰ عدد دیئے گئے۔ جو پھر بھی دوسری کتابوں کے مقابل بہت ارزاں ہیں ۱۲ صفحہ کا ٹریکٹ ہے۔

پس اگر احباب اس مفید سلسلہ کو قائم رکھکر مستفید ہونا چاہتے ہیں تو بہت جلد اس میں کم از کم ایک سال کے لیے ہی شامل ہو جائیں۔ اور دوسرے احباب کو بھی تحریک کریں اب ماہ مارچ کے ٹریکٹ کا خاص نمبر با تصویر شائع ہونیوالا ہے۔ جس میں اس عظیم الشان نشان کا بالتفصیل ذکر ہو گا جو اسی ماہ مارچ میں ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس کے متعلق مجھے یکم مارچ ۱۹۱۹ء سے پہلے پہلے اطلاع ملنی چاہیے۔ اگر اسکی تعداد کم از کم دس ہزار تک چھپی تو ۴۰ عدد فی روپیہ ورنہ ۳۰ عدد فی روپیہ مل سکینگے۔ ۱۶ صفحہ کا ٹریکٹ ہی بہت ہی قلیل منافعہ پر جو قریباً لاگت کے برابر ہے۔ یہ سلسلہ ٹریکٹ قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ اشاعت کثرت سے ہو۔

اسلامی اصول کی فلاسفی ۔ اردو قیمت ۱۰/

جو کہ ایکسال سے نایاب ہو چکی تھی اب بار پنجم نہایت آب و تاب سے چھپوائی گئی ہے۔ اب کی دفعہ اسمیں اس مضمون کے بالا رہنے کی پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا وہ اشتہار بھی شامل کیا گیا ہے جو اس مضمون کے پڑھے جانے سے پہلے شائع ہوا تھا۔ علاوہ ازیں دو مخالف اخبار و نیز رائے کا خلاصہ اور ایک رپورٹ منتظمین جلسہ مہوتسو کی رائے بھی درج کی گئی ہے۔ فہرست مضامین بھی مفصل تیار کر کے ساتھ لگائی گئی ہے بوجہ گرانی کے تعداد تھوڑی ہے۔ میرے مکرم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد جو تبلیغ احمدیت میں قابل رشک اور بے نظیر جوش رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے متعلق رقم فرماتے ہیں "اس پیشگوئی والے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی کثیر اشاعت پر سلسلہ احمدیہ کی ترقی کا دارومدار ہے۔ اسکی کثیر اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے ہی سلسلہ کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ میری رائے میں اگر ہماری جماعت کا ایک ایک دوست اسکی ایک ایک کاپی بھی غیر احمدیوں کو دے تو بھی کئی لاکھ میں شائع ہو سکتی ہے پہلے میں نے ۲۵ کاپیوں کے لیے آرڈر دیا تھا۔ مگر اب بجائے ۲۵ کے ۵۰ عدد بذریعہ وی پی ارسال کر دیں" ملخصاً از خط سیٹھ صاحب موصوف۔

امید ہے کہ احباب اس نیک نمونہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

پیغام امام وہ پر معارف اور تبلیغی تقریر جو حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۷ء میں دہلی سے واپسی پر لدھیانہ میں بیان فرمائی اب کتابی صورت میں شائع ہو گئی ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/

ملفوظات احمدیہ ڈائری ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعودؑ ۵/

لا الہ الا اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو پر معارف تقریریں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/

النبوۃ فی القرآن بجواب النبوۃ فی الاسلام و دیگر غیر مبائعین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

ذکر الٰہی قسم دوم ختم ہے قسم اول کی چھ کاپیاں باقی رہ گئی ہیں ۶/

تصدیق المسیح مولفہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب دس بارہ کاپیاں باقی رہ گئی ہیں قیمت ۷/

چیلنج دربارہ امام الزمان مولفہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب انگریزی و اردو بغرض تقسیم ۱۰ عدد فی روپیہ

زندہ مذہب تقریر شملہ از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/

تردید کلمہ فضل رحمانی نقل فیصلہ مقدمہ قاضی فضل احمد صاحب لدھیانہ قیمت ۲/

لیکچر سیالکوٹ مولفہ حضرت مسیح موعودؑ ۲/

آخری لیکچر " ۱/

دافع البلاء " ۱/

فیصلہ حکم دربارہ کفر و اسلام مباحثہ شملہ ۱۰/

دیگر

ہر قسم کی کتب سلسلہ پتہ ذیل سے طلب کریں

خاکسار

فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی

قادیان دارالامان

چونکہ خط لمبا ہو گیا ہے۔ اس لئے فی الحال میں اس پر اکتفا کرتا ہوں اصل بحث تو مسئلہ نبوت ہے۔ جس پر میں نے کافی روشنی ڈالدی ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی تحریریں دیکھنی ہوں تو القول فیصل۔ اور حقیقۃ النبوۃ کو غور سے پڑھیں۔ انشاء اللہ سب شکوک دور ہو جاویں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب کرے۔

آپ کا ارسال کردہ پرچہ پیغام مجھے اُس وقت ملا۔ جبکہ میں یہ مضمون لکھ چکا تھا۔

خاکسار عبدالحمید ہیڈ آڈیٹر۔ لاہور

اُمّتِ محمدیہ میں مجدّد

اس عنوان سے مضامین کا سلسلہ اخبار الفضل میں شائع ہو تا رہا ہے۔ اس کی نسبت ۸۔ فروری کے الفضل میں صفحہ ۲ پر اعلان کیا گیا تھا۔ کہ "جماعت احمدیہ حیدرآباد اس کو الگ چھپوانا چاہتی ہے جو انجمن یا صاحبان اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ ایڈیٹر الفضل کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے لئے بھی نسبتاً کم خرچ پر مطلوبہ جلدیں تیار ہو سکیں"

احباب کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اس بارے میں تمام خط و کتابت اور ترسیل زر بنام منیجر صاحب الفضل قادیان ہو۔ ایڈیٹر صاحب کا وقت مضامین کے لئے ایسے کاروباری امور سے فارغ رکھنا چاہئے تاکہ ان کی توجہ نہ بٹے۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں نیز جہانتک ہو سکے نام صاف خط میں تحریر کیا کریں شکستہ لکھنے میں مطلب فوت ہو جاتا ہے۔

منیجر۔

غیر ممالک کی برقی خبریں

جنوبی افریقہ میں جمہوری مقاصد کی مخالفت لنڈن ۱۵ فروری۔ آج ہاؤس آف اسمبلی میں بڑا مجمع تھا۔ جبکہ سر طامس سمارٹ نے جمہوری پروپیگنڈا پر اظہار نفرت و ناراضی کرتے ہوئے ایک تحریک پیش کرنی چاہی سر طامس نے ایک طویل تقریر کی اور فرمایا کہ اگر اس طرح کا ایجیٹیشن پھیلایا جائیگا۔ تو اس سے جنوبی افریقہ میں خانہ جنگی اور شدید خونریزی کا احتمال ہے۔ اس کے بعد وزیر اعظم میلن بن نے اپنی ترمیم پیش کرتے ہوئے ایک زبردست تقریر کی۔ جس کے بعد وزیر عدالت این جے۔ ڈیوٹ کی تقریر پر جنہوں نے آخر میں جرنیل بوتھا کی بہت تعریف و تحسین کی جلاس کا اختتام ہوا۔ اور مباحثہ آئندہ کے لئے ملتوی کیا گیا۔

جرمنی کی اندرونی حالت ۔لنڈن ۱۸ ار فروری۔ جرمنی کی اندرونی حالت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ اسپارٹیکسٹ جماعت کی سرگرمیاں ہیں۔ ضلع رہر میں اس وقت عام ہڑتال پائی جاتی ہے۔ الیس کے ہڑتال کرنے والے کہتے ہیں کہ وہ موجودہ گورنمنٹ کو ایک ٹن کوئلہ بھی نہ دیں گے۔ اور ہڑتال اُس وقت تک باقی رکھی جائیگی جب تک ضلع رہر کی معدنی حرفت کو بالکل اشتراکی نہ بنا دیا جائے گا اور گورنمنٹ کی فوجیں نہ بلائی جائینگی ویمر کی چونکا دینے والی رپورٹیں مظہر ہیں کہ وہاں کے پوسٹ آفس پر فوجیوں کا قبضہ ہے۔ اور فوجیں تیاری کی حالت میں دیکھی گئی ہیں۔ برلن میں ایک بڑے کارخانہ کے کام کرنے والوں نے ہڑتال کر دی ہے ہڑتال کرنیوالوں کی تعداد ۲۰ ہزار سے اوپر ہے۔ اندیشہ ہے کہ برلن میں کوئی دوکان باقی نہ رہیگی۔ آخری رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سپارٹیکس جماعت والے علاقہ رہر کے اخبارات پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

زمینداروں کا وفد بخدمت وائسرائے ۔ آل انڈیا زمیندار ایسوسی ایشن کا وفد بسرکردگی مہاراجہ دربھنگہ ہز اکسلنسی وائسرائے کی خدمت میں ۱۱ مارچ کو ایڈریس پیش کرے گا۔

آل انڈیا زمیندار کانفرنس آل انڈیا زمیندار کانفرنس کا اجلاس ۱۳ مارچ کو دہلی میں منعقد ہوگا۔

اسٹرائک بمبئی ٹکسال کے ملازمین نے دوبارہ اسٹرائک کر دی ہے۔ جو رعائتیں اُن کو کی گئی تھیں اُن کے قابل اطمینان نہیں ثابت ہوئیں

صوبہ برہما میں ہائیکورٹ لوکل گورنمنٹ برہما نے مانڈلے کے وکلا کی ایسوسی ایشن سے وہاں ہائی کورٹ قائم کرنے کے متعلق مشورہ طلب کیا تھا اُن کی رائے میں برہما میں ہائیکورٹ کے قیام سے بالائی حصہ برہما کے اہل معاملہ کو تکلیف ہوگی۔

امپیریل پولیس کے متعلق اعلان خیال کیا جاتا ہے۔ کہ امپیریل پولیس کی ملازمت کے متعلق بعض اصلاحات کا عنقریب اعلان ہونے والا ہے جن کو ہز اکسلنسی وائسرائے اور صاحب وزیر ہند نے منظور کیا ہے۔

غیر ممالک کے سکوں کا داخلہ ممنوع: ممالک متحدہ برطانیہ میں طلائی و نقرئی سکوں کے سوا دیگر دھاتوں کے سکوں کا داخلہ شاہی اعلان کے مطابق ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

ناریل کی حرفتوں کا رخانہ ارناکولم (مدراس) میں امریکہ کے کارخانہ داروں نے ایک کارخانہ ناریل کی مصنوعات کے کام کا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کھولا ہے۔ ابھی باربرداری کی مشکلات کی وجہ سے کام اپنی اصلی رفتار سے جاری نہیں ہوا ہے۔ چار پانچ فوارٹن آلات متعلق مشنری وغیرہ امریکہ سے آنے باقی ہیں۔ یہ کارخانہ بالکل امریکہ والوں کے زیر انتظام ہوگا اور تمام امریکن مشینوں سے کام کریگا

اشتہارات

مرزا مہدی - از جوک مسدی والی جہلایا

دکاغذ لکھائی چھپائی عمدہ امر حرب احمدیہ غیر احمدیوں سے ۵۵ سوال ار کسر صلیب ۲ مر حیٰات مسیح ۱ مر راستبازوں کی پہچان کے ۲ نشان نوشتہ خلیفہ اول - مر آئینہ حق نما ۳ مر نور قرآن ۱ مر قول فیصل پیغامیوں کے جواب - مر نورکم سیعہ ہر دو حصہ حق الیقین عہ حقیقۃ الرویا ۱ مر تذکرۃ المہدی عہ قاعدہ یسرنا القرآن ۳ مر قبولیت دعا کے ۲ گر ۱ مر بارہ ہار ہر قسم نغمہ اکمل ہر دو حصہ ۲ مر اس کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان سے طلب کریں

اصلی ممیرے کا سرمہ اور ست سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی - اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے ہی بتلائی ہے - اور فرمایا ”برائے امراض چشم بسیار مفید است“ ممیرے کی قیمت فی تولہ عہ ۱۵

اور سرمہ فی تولہ عہ

ست سلاجیت فی تولہ عہ مقوی اعضائے رئیسہ

مشتہی طعام - قاطع بلغم و ریاح - دافع بواسیر و دق شیخوخیت قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و درد خاص کے لئے مجرب ہے۔

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت ضرورت ضرورت

ہمیں ڈیرہ دون دوکان کے لئے ایک تجربہ کار چست اور محنتی احمدی ڈرائیور کی ضرورت ہے جو موٹر کاروں کی مرمت کا کام بخوبی جانتا ہو تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے - احمدی احباب عند الضرورت ہم سے ٹائر اور ٹیوب اور فورڈ اور لینڈ کار کا نیا مال منگوا کر فائدہ اٹھائیں - اور پہنچائیں - پتہ محمد امین فضل کریم دی پنجاب

صرف ۱۲ منٹ میں

ایک سیر پختہ سیویاں ہماری نو ایجاد میڈ ان انڈیا کی سیویاں بنانے کی آہنی مشین سے بن سکتی ہیں اور وزن صرف ۱ ایک سیر پختہ پر زے مختصر اور مضبوط زیادہ خوبی یہ ہے کہ ایک نابالغ بچہ بآسانی چلا سکتا ہے اور قیمت بھی صرف نمبر ۱ عہ علاوہ محصول ڈاک ہر ۲ اس کی چھلنی کے ۲ چھید ہیں -) جس کی وجہ سے مقبول عام ہو گئی ہے قیمت ۲ مشین جس کی چھلنی کے چھید یکساں ہیں ۳ عہ محصول ڈاک ایک مشین اا جو کہ ہمراہ درخواست آنا چاہئے - ورنہ تعمیل نہ ہو گی ایک درجن کے خریدار کو ایک مشین مفت

ایم فضل کریم عبد الکریم قادیان - پنجاب

تاجروں کیلئے بےنظیر موقعہ

الفضل ایک ایسی جماعت کا آرگن ہے جو خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ ہے اور جس میں ہر طبقہ کے آدمی پائے جاتے ہیں - اور مذہبی اخبار ہونیکی وجہ سے ہر شخص اسکا فائل محفوظ رکھتا ہے

خضاب شاہجہانی

بہ ۵/

ہمارا خضاب شاہجہانی عرصہ دراز سے مشہور و مقبول ہے - اس کی وجہ یہ نہیں - کہ ہم نے اس کی شہرت کے واسطے کوئی خاص کوشش کی ہو - بلکہ خضاب شاہجہانی کی عام قبولیت کا اصل راز یہ ہے - کہ اپنی بےنظیر خوبیوں کے سبب جہاں گیا پسند آیا جس نے ایکبار لگایا پھر بھی بار بار منگایا یہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کا خریدار بنایا - اطبا اور ڈاکٹروں کا بالاتفاق یہ خیال ہے کہ اصل خضاب وہ ہے جو جلد پر داغ دھبہ نہ دے - یہ وصف خضاب شاہجہانی میں خدا کے فضل سے موجود ہے - اس میں کاسٹک یا مرکری وغیرہ کوئی ایسے اجزا شامل نہیں - جو کسی طرح بھی مضرت رساں ہوں - ایک دفعہ لگانے سے ہفتوں اس کا اثر رہتا ہے بالوں میں ایسی گہری پائیدار اور چمکیلی سیاہی آجاتی ہے - جیسے جوانی میں انپر قدرتی سیاہی اور آبداری ہوتی ہے - اگر ہمارے اس بیان میں خلاف یا مبالغہ ثابت ہو تو ہم قیمت معہ ہرجانہ دینے کو تیار ہیں ہم کوئی اشتہاری دوا فروش نہیں کاروباری لوگ ہیں فضول لفاظی میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے - تجربہ سب سے بڑھکر کسوٹی ہے - بطور آزمائش ایک ہی شیشی طلب فرما کر سچ جھوٹ کو پرکھ لیں - اس سے بڑھکر اطمینان کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے -

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے جنہیں مناسب شرائط پر خضاب شاہجہانی کی ایجنسی دی جاتی ہے - اور معقول کمیشن -

قیمت فی بکس ۱۲ ار (بارہ آنہ) علاوہ محصول ڈاک -

ایم فیروز الدین اینڈ برادرس - قادیان ضلع گورداسپور

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا